

عورت

دیس دیس سے عورتوں کی منتخب کہانیاں



عورت

دلیں دلیں سے عورتوں کی منتخب کھانیاں

مشعل بکس

آر بی 5، سینئر فلور، عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،

لاہور۔ 54600، پاکستان

MashalBooks.com

فہرست

5	ڈاکٹر عارفہ سیدہ زہرا	تعارف
9	جیاپنگاؤ (عوامی جمہوریہ چین)	دوہنیں
19	زاوگی (واخن ہان) (برما)	اس کی بیوی
26	شانن احمد (مالکشیا)	عورت
35	جو لیس فلورس (علی بیدانو) (فلپائن)	عورت
44	ہیا شی فیومیکو (جاپان)	ٹوکیو
60	ٹائی کانگ (مالکشیا)	سیلزگرل
71	چوم نائے (کوریا)	چوم نائے
81	(کوریا)	مسزن کی موت یونسی
87	خامنگ سری ناک (تحالی یمند)	سیاہ چشمہ
95	گنوئن تھی (جمہوریہ دیتام)	رخصتی
106	میا و سیبو (سنگاپور)	والپسی
116	(چین)	یے بتائیں جیوں ٹرانگ جی

بوٹی	امرتا پریتم	(بھارت)	130
پیارزادہ	جنیفر کیو لے ڈر اسکا	(تحالی لینڈ)	138
ہاتھی دانت کی	کنگھی گوئن سا گاںک	(جہوریہ ویتنام)	154
دیوار کے ادھر	پریتم کور	(ملاکشیا)	171
ظہور	بوسیلا۔ دی۔ ہوسی لوں	(فلپائن)	175
پونے آہ موئے	کیتھرین سم	(سنگاپور)	184

تعارف

ہم اپنے آپ سے ہٹ کر جب بھی کچھ دیکھتے ہیں تو اکثر ہماری آگھہ مغرب پر ہی جا کر
کہتی ہے ادب کے ترجوں کے معاملے میں بھی بھی حال ہے۔ اول تو ترجیح ہی بہت کم ہیں اور جو
کچھ ہیں بھی وہ مغربی ادب کے ترجیح ہیں۔ اور ان میں عورتوں کی تحریروں کے تراجم تو شاید خال
ہی ملیں۔ یہ کوشش خوب سے خوب تر کی ہوگی۔ لیکن وجہ کوئی بھی ہو ہم اپنے بہت قریب کی تخلیقی نفنا
سے بڑی حد تک غافل اور بے نیاز رہے ہیں۔ ایشیائی زبانوں کا ادب قدرتی طور پر ہماری
زندگی سے زیادہ مماثلت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ زندگی کے مسائل اور ان کا احساس بھی مشترک
ہے اور جن تجربوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہ بھی تاناؤں نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی ایشیائی ادب
سے بہت کم ترجم کئے گئے۔ اردو کا مترجم اور قاری دونوں اس ادب کی پاٹشی سے بے بہرہ
رہے، جہاں زندگی کا آہ گ ان کے لئے یکسر اچھی نہیں۔ ایک دوسرے سے متعارف ہونے کے
لئے ادب سے موثر کوئی وسیلہ نہیں ایشیائی ادب یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ جغرافیائی قرب کو ایک
ذہنی قرب اور تخلیقی عمل کو ایک قدر مشترک ہایا جاسکے۔ ایشیا کے لوگ اس صورت سے ایک
دوسرے کے قریب آ سکیں گے، اور انہیں اس بات کا بہتر شعور پیدا ہو گا کہ ان کے اپنے علاقوں
میں لوگوں کے مسائل کیا ہیں ان مسائل سے آگہی کے کیسے پیکر ہیں اور تجربے نے ان کے
احساس کو کس طور تر اشنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور پر ایشیا کی عورتوں کی زندگی کی نجاح اپنے ہم

عوروں سے بے حد مہاں ہے۔ اور جب انہوں نے زندگی کو موضوع بنایا ہے تو ان کی کہانیوں کی حیاتی ساخت ہماری اپنی زندگی کی ہی تصویر معلوم ہوتی ہے یہ ترینے ناواقفیت کے فاصلوں کو کم کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی زندگی کا بہتر شعور پیدا کرتے ہیں۔ علاقائی یہ جتنی کے لئے ان ترجموں کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے کہ تجھیقی عمل زندگی کی عکاسی کرتا ہے اور بڑا بریک میں ہوتا ہے۔ زندگی کس صورت سے کرب اور راحت میں تصویر میں بناتی ہے، وہ اثر ان ترجموں کے حوالے سے ہی ہم تک پہنچ سکتا ہے۔

کہانی صرف وچھپی اور چٹخارے کی چیزیں۔ بات کو اڑا لگیز کرنے کی چیز ہے۔ لطف یہ ہے کہ کہانی اپنی پرده داری میں زندگی کی حقیقتوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ یہ زندگی کی کچھی اور اصلی تصویر ہوتی ہے۔ کرداروں کے نام فرضی ہوتے ہیں، مگر وہ کردار جو کچھ دیکھتے، سنتے اور محسوس کرتے ہیں وہ خیالی نہیں ہوتا۔ وہ معاشرے میں کہیں نہ کہیں، کسی شرکی پر بیت رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے کہانی کے پردے میں زندگی دھڑکتی ہے۔ یہ کہانی جب ایک عورت لکھتی ہے تو اس کی نوعیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ مردوں کی اس دنیا میں تو عورت کی ذات بھی بس ایک کہانی ہے۔ لیکن ایک تو عورت ہی سب سے پہلے کہانی سناتی آتی ہے، اور دوسرے اس کی حساس طبیعت اپنے ماحول اور اپنے مسئللوں کا ایک ایسا سچا شعور رکھتی ہے جو کسی صورت صرف ”عورت پن“ کو ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ جو صرف عورت ہونے کا ہی حصہ ہے۔ تیزی سے اس بدلتی ہوئی دنیا میں جہاں معاش، ضرورت اور وسائل کے درمیان زندگی مستقل ایک کشاکش میں گھری کھڑی ہے۔ عورت کیا ہے، کہاں ہے، وہ کیا کرنا چاہتی ہے، اسے کیا کرنا پڑتا ہے، وہ اپنے بھر بول کو کس طور پر محسوس کرتی ہے، وہ خود کو زندگی سے کس طرح نبرد آزمادیکھتی ہے، وہ زندگی کی پیکار میں شرکت کا کیا مفہوم جانتی ہے، امن اور جگ و دونوں حالتوں میں معاشروں میں، اور خاص طور پر ان معاشروں میں جو معاشری طور پر نا آسودہ ہیں، اور جہاں زندگی کا قیمتگذگر ہتا ہے، وہاں عورت کا کیا رد عمل ہوتا ہے؟ وہ کس کس انداز سے زندگی کو بر تی ہے، اور اس کا حوصلہ کس صورت سے رشتہ جاں کو استوار رکھتا ہے۔ وہ محبت سے کیونکر تقویت پاتی ہے، بے عزتی اس کی احساس کو کس طور پا مال کرتی ہے اور غم برداشت کر لینے میں اس کی ہست کتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی خوشیاں کس طرح اس کے دل کو سیراب کر دیتی ہیں، اس کے خواب کیا ہیں، وہ اپنے گرد و پیش سے کیا توقع رکھتی ہے، یہ اور اسی جیسے ہزاروں سوال ہیں جو اپنا جواب کہانی کے روپ میں پاتے ہیں۔ زیر

نظر کہا نیاں بھی اسی احساس کی آئینہ دار ہیں کہ آج کی دنیا سے کسی طور غافل نہیں ہے۔ کبھی یہ اس کا مقدار کہا گیا ہو گا کہ وہ آئینہ کے مقابل تصویر ہے، آج وہ زندگی کے مقابل ہے اور زندگی کی حرارت کو اس کی رگوں میں شور اور آگی بن کر دوڑتی ہے۔

ایشیا قریب کی پذرخواہ کہا نیاں اس ترجیحے میں شامل ہیں ان کہانیوں کا پس مظہر مختلف ہے۔ خوشحال اور ترقی یافتہ ملکوں کی کہا نیاں بھی ہیں اور کم و سیلہ اور ترقی پذیر معاشروں کی بھی۔ اس لحاظ سے ہمارے ہم عصر ایشیا کی یہ بڑی بھگیر تصوریں ہیں۔ اور وہاں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی عکاسی بھی۔ اقتصاد کی بے رحم بھاگ دوڑ، اور صرف مادی وسائلوں سے زندگی معتبر کرنے کی کوشش نے عورت کی ذات پر کیا اثر ڈالا ہے، ہم ان کہانیوں میں اس کا گھر احساس دیکھتے ہیں۔ شہری زندگی کے تفاوضوں نے عورت کی ذمہ داریوں کی نویعت کس طور بدلتا ہے اس کا صرف شعور ہی نہیں بلکہ کرب بھی ان کہانیوں میں موجود ہے۔ ایشیا کی زرعی معاشرت میں عورتوں کی ذمہ داریاں اور جیزی سے اُبھرتی ہوئی صنعتی معاشرت میں ان سے تعلقات کس صورت سے عورت اور مرد دونوں کی زندگیوں کو بدلتی ہیں، ان کہانیوں میں بڑی حد تک ظاہر ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کہانیوں کا موضوع زندگی کے کسی بھی پہلو سے تعلق رکھتا ہو، اپنی جگہ بڑا موزوں اور بھرپور ہے۔ کہانی کی مصنف نے اپنے موضوع اور اپنے احساس دونوں کے ساتھ بے حد انصاف کیا ہے۔ یہ کہا نیاں اپنے ملکوں کی سفیر ہیں، اور الیکسی سفیر جو مصلحتوں کی پابند نہیں، بلکہ حقیقتوں کی ترجمان ہیں۔

ان کہانیوں میں زندگی کی چھوٹی چھوٹی مخصوص خواہشوں کی جگہ کے ہاتھوں مشنے کی کہانی بھی ہے۔ اور یہ بھی کہ عورت کا وجود جان دار ہو کر بھی بے جان، بے وقت اور بے آواز موجود ہے۔ غربت، کسپری اور بھوک کی تکلیف کا احساس ہے تو دوسری طرف آسائشوں کی خاطر کوکھ کرایہ پر دینے کی تصویر بھی۔ انا اور عزت کا شدید تصور بھی ہے تو دوسری طرف انسان شناسی میں غلطی اور خطا کا غم بھی۔ ایک طرف ذات کا کرب تو دوسری طرف شرافت ڈھنی کا احساس، عورت ہونے کا کرب اور مرتا کی مجبوری و محرومی کہیں کہانی بنتی ہے تو کہیں مجبوریوں کی چوٹ اور مجبوری کا درد احساس ذات ہن کراؤ بھرتا ہے۔ اس حوصلہ کی عکاسی بھی ہے جب زندگی کے بھید بھجھ میں آنے لگتے ہیں اور سطحی چند باتی لگاؤ سے اٹھ کر ایک ارفن حیاتی سطح تک بلند ہونے کی فکر رہتی ہے تاکہ محبت میں حُسن اخلاق کی برتری ہے۔ اور ایک طرف عورت اور مرد کی ایک دوسرے کے

لئے قدرتی کشش کی بھولی تصویر ہے تو دوسری طرف ایسی دلنش بھی جہاں محبت کی یافت سے مطمئن ہونے اور مرنے کے بعد بھی جذبہ بوس کو متحکم رکھنے کی قوت ہو۔ زندگی کو قبول کر لینے اور اس سے حظ اٹھانے کا جذبہ پر بھی۔ شکایت کی بجائے ٹھکر لینے کی صلاحیت، محرومیوں کا ٹھکوہ کرنے کی بجائے جو خوشی بھی مل جائے اسے سرمایہ بھج لینے کا ظرف کہانی کے پردے میں ہم سے زندگی کی کہانی کہتا ہے۔ یہ کہانیاں جاپان، کوریا، ویتنام، ملاٹشا، برما، چین، فلپائن اور تھائی لینڈ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہم ان علاقوں کے لوگوں سے نہتائم دافت ہیں۔ یہ کہانیاں ہمیں ان لوگوں کے تریب لے جاتی ہیں جن کی زندگی اور اس کی صورتیں بڑی حد تک ہماری طرح کی ہیں۔ بھارت کی قد آور مصنفہ امرتا پریم بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ گواں بات کی بھی ضرورت ہے کہ جنوبی ایشیا کی کہانیاں اور خاص طور پر عورتوں کی کچھی کہانیوں کا ترجمہ بھی اردو میں کیا جائے۔

مستنصر حسین تارڑ کا ترجمہ بے ساختہ اور رد اس ہے۔ کہیں کہیں جو ذرا سی تاریخی تاریخی گلتی ہے، وہ زبان سے زیاد خیال کو منتقل کرنے کی مشکل ہے۔ اس سے خوبی یہ ہاتھی رہی کہ ترجمے نے اصل کا مزہ نہیں کھویا اور خیال کی ٹھکری روکوتا تم رہنے دیا۔ مجھے لیکن ہے کہ ہمارے ہاں یہ ترجمے سمجھیگی سے پڑھے جائیں گے، صرف نہی کہانیوں کی خاطر نہیں بلکہ اس لئے کہ ہمارے بہت پاس رہنے والے کس صورت سے زندگی کو برداشت رہے ہیں۔ اور انہیں اپنے اس برداشت کو تخلیقی عمل میں ڈھانکے کا کیا سلیقہ آتا ہے۔ مشعل کا ادارہ مبارکباد کا مستحق ہے کہ انہوں نے تخلیقی عورتوں کے انجانے گوشوں کو تلاش کیا اور ہمیں روشنی دی۔

جیا پنگاڑ
(عوامی جہور یہ چین)

دو ہمیں

چھٹے موسم گرما میں گاؤں میں بیماری سے صحت یا ب ہونے کے بعد میں اپنی خالہ جان سے ملی اور یہ جون کے مہینے میں ہوا۔ اسی ماہ کی چھتراتریخ کو دہستان روائی طور پر اپنے ملبوسات اور بستر کی چادریں وغیرہ وغیرہ میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ کیڑوں سے محفوظ رہیں۔ سفیدے کے درختوں کے درمیان پندھی ری سے رنگارنگ فرکوت، ریشی رضا یاں، کھال کی چادریں اور اونی جرا میں لٹک رہی تھیں۔ میں ان کی طرف دیکھ رہی تھی کہ میرے کاؤں میں کسی کی بڑی کی آواز آئی۔ ایک درخت کی اوٹ میں ایک نوجوان لڑکی کچھ گلے کیڑوں کو ایک بوڑھی عورت کے ساتھ تھہ کر رہی تھی۔ وہ لڑکی اتنے زور سے کھینچ تھی کہ ہر بار اس کی ماں کو ایک دھکا سالگتا تھا۔ ”دیکھو۔۔۔ احتیاط کرو۔۔۔“ میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو، کپڑے کو اس طرح تو نہ کھینچو۔۔۔“ ماں نے ایت آمیز لمحے میں کہا۔ لڑکی بنتی رہی اور بدستور زور سے کھینچتی رہی۔

”تم بہت شراری ہو،“ اس کی ماں نے سرزنش کی اور پھر یک دم کپڑے کو اتنے زور سے کھینچا کہ لڑکی نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا سر چھوڑ دیا۔ اس کی ماں پیچھے کو گرنے لگی۔ لڑکی بھاگ کر آگے ہوئی اور اپنی ماں کو تھام کر ہنسنے لگی اور اس مرتبہ ماں بھی نسی میں شامل ہو گئی۔ یک